ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

علامہ شبلی نعمانی کے خطوط میں علمی وادبی مباحث

Scientific and literary discussions in the letters of Allama Shibli Nomani

NAILA IQBAL
PHD. SCHOLER, Govt College Women University, Faisalabad
DR. RUKHSANA BIBI
ASSISTANT PROFESSOR, Govt College Women University, Faisalabad

Abstract:

Shibli Naumani's letters are found regarding the curriculum development of "Nidwat Uloom" and the permanence of women's education, as well as providing awareness to women's education. In most of his letters, the aspect of reform has prevailed. And the reformation of- Maktoob Ilahiya- also takes special care of the language. Most of his letters reiterate important points for understanding the mysteries of the Persian language. Proof of mastery in Persian language and Arabic language can be seen in most of his letters-

کلیدی الفاظ :

شبلی نعمانی،نصاب سازی ،خطوط ،تعلیم نسواں ،اسرارو رموز، سوانح نگار

مکتوب الھیہ

علامہ شبلی نعمانی ایک نابغہ روزگار تھے اور بہت سے علوم میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔شبلی نعمانی عبقریت کا دوسرا نام ہے۔وہ بیک وقت اردواور فارسی زبان وادب کے سوانح نگار، شاعر، محقق و تنقید نگار اور مقالہ نگارتھے۔ان کے علمی خیالات نے بہت ترقی کی اور اردوادب میں ایک گراں قدرسرمایۂ علم چھوڑا۔علامہ شبلی نعمانی کے اس علمی سرمائے سے تاحال عوام و خواص فیضیاب ہورہے ہیں۔علامہ شبلی نعمانی کے علمی ذخیرے میں عباسی خلیفہ مامون الرشید کی سوانح عمری"المامون"امام بو احنیفہ کی سیرتِ حیات"سیرت النعمان"،حضرت عمر فاروقؓ کی سوانح "الفاروق"، امام غزالی کی سوانح عمری"الغزالی"مولانا جلال الدین رومی کی سوانح عمری"سوانح مولانا روم "اور حضور سرورِ انبیاءﷺ کی سوانح حیات"سیرۃ النبیﷺ"،علم الکلامپر مشتمل تصنیف"الکلام"،میر ببر علی انیس اور مرزا دبیر کے کلام کے موازنے پر "موازنہ انیس و دبیر"،فارسی شاعری کی تاریخ پر "شعر العجم"، "سفر نامہ روم و مصرو شام" شامل ہیں۔ان کتب کے علاوہ علامہ شبلی نعمانی کا اردو اور فارسی کلام شعر بھی موجود ہے۔ان کتب کے علاہ علامہ شبلی نعمانی کے بکھرے ہوئے کاغذات تھے جو کہ ان کے مقالات کی حیثیت رکھتے ہیں اور یہ مقالات ان کے شاگردوں نے شائع کیے۔علامہ شبلی نعمانی کے مقالات کو ان کے شاگردوں میں سے مولانا مسعود علی ندوی، مولوی معین الدین قدوائی نے مرتب کیا اور اس ترتیب سے شائع کیا:"مقالاتِ شبلی"حصہ اول (مذہبی مضامین)، "مقالاتِ شبلی"حصہ دوم (ادبی مضامین)، "مقالاتِ شبلی" حصہ سوم (تعلیمی مضامین)،"مقالاتِ شبلی"حصہ چہارم (تنقیدی مضامین)،"مقالاتِ شبلی" حصہ پنجم (سوانحی مضامین)، "مقالاتِ شبلی"حصہ ششم (تاریخی مضامین)،"مقالاتِ شبلی"حصہ ہفتم (فلسفیانہ مضامین)، "مقالاتِ شبلی" حصہ ہشتم(قومی و اخباری مضامین)۔ان مقالات کے علاوہ علامہ شبلی نعمانی کے مکاتیب کے تین مجموعے شائع ہوئے ہیں۔ان میں سے مکاتیب کے دو مجموعے بعنوان" مکاتیبِ شبلی (حصہ اول)اور مکاتیبِ شبلی (حصہ دوم)" کو سید سلیمان ندوی نے مرتب کیا۔خطوط کے تیسرے مجموعے کو منشی محمد امین زبیری نے مرتب کیا۔

علامہ شبلی نعمانی ایک متحرک انسان تھے اور وہ مختلف کاموں میں بیک وقت مشغول تھے جس کی وجہ سے ان کی زندگی ہر قسم کے جذبات و احساسات سے لبریز نظر آتی ہے۔یہ انسان کی فطرت ہے کہ کبھی اسے معمولی غصہ آتا ہے تو کبھی وہ سراپا غضب بن جاتا ہے، کبھی اس کے مزاج میں شفقت اور رحم کے جذبات جنم لیتے ہیں اور کبھی سراپا عجز و انکسار بن جاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ علامہ شبلی نعمانی کے خطوط میں ندوۃ العلوم کے مستقبل اور نصاب سازی کے حوالے سے متفکر اور چڑ چڑا ہٹ کا شکار نظر آتے ہیں ،وہاں وہ چند خطوط بنام عطیہ فیضی میں عطیہ سے اظہارِ محبت و عقیدت کرتے بھی دکھائی دیتے ہیں۔یہاں یہ بات اہم ہے کہ علامہ شبلی نعمانی کے بارے میں لکھی گئی " شبلی کی حیاتِ معاشقہ " کے حوالے سے ان کے ناقدین نے بے جا طور پر شبلی نعمانی کی نجی زندگی کو لے کر تنقید کی ہے جب کہ مذکورہ خطوط ہی میں تعلیمِ نسواں کے حوالے سے ان کے مثبت افکار و نظریات اور تحریک کو بڑی بے دردی سے نظر انداز کردیا ہے۔یوں خطوطِ شبلی کے ایک اہم زاویے کو نظر انداز کر دیا گیا ہے جو کہ درست نہیں ہے۔اس سلسلے میں ظفر الدین کا مقالہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ظفر الدین اپنے مقالے"شبلی کی شخصیت: خطوط کے آئینے میں" میں ان کے خطوط کو دو

حصوں میں تقسیم کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ ان کا ایک حصہ جو مختلف نوعیت کا ہے وہ عطیہ اور ان کی بہن کے نام ہے۔اس میں وہ زندہ دل اورخوش باش نظر آتے ہیں:

"وہ خطوط جو انھوں نے عطیہ فیضی اور ان کی بہنوں کو لکھے ہیں ان خطوط میں ان کی شخصیت کا جمالی پہلو نمایاں ہوتا ہے اور یہاں وہ صرف ایک مولوی نہیں بلکہ زندہ دل اور زندہ جاوید انسان نظر آتے ہیں۔""[۱]

ان خطوط میں علامہ شبلی نعمانی کا سب سے زیادہ زور تعلیم نسواں پر رہا ہے اور عطیہ فیضی کو تعلیمِ نسواں پر زور دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔وہ تعلیمِ نسواں میں کسی بھی قسم کی البتہ بے حیائی اور بے ہودگی کے پہلو کو برداشت نہیں کرتے اورعطیہ فیضی کو اسی بات کی تلقین کی۔دوسرے الفاظ میں وہ خواتین کی ایسی تعلیم کے حق میں نہیں تھے جو عورت کو عورت نہیں رہنے دیتی۔علامہ شبلی نعمانی کے ہم عصر اکبر الہ آبادی کے افکار میں بھی تعلیم نسواںکے اس پہلو پر کڑی تنقیدی موجود ہے جو لڑکیوں کو اسلامی اور مشرقی تہذیب سے دور کردے اور دین و دنیا کہیں کا نہ چھوڑے۔تعلیمِ نسواں کے حوالے سے شبلی نعمانی کے دیگر خطوط میں بھی تاکید ملتی ہے۔اس حوالے سے مولانا حبیب الرحمان شیروانی کے نام ان کے ایک مکتوب کا یہ اقتباس ملاحظہ کیا جاسکتا ہے:

"بمبئی میں عورتوں کے جلسے دیکھے، ان کی تقریریں سنیں، ان کی قابلیت دیکھی لیکن "چنداں خوشی نہ ہوئی"کیوں کہ ان کی سرگرمیوں میں مسلمان عورتوں کا کہیں پتہ نہ تھا۔""[۲]

علامہ شبلی نعمانی کے خطوط کے مطالعے سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ وہ عورتوں کی تعلیم کے حوالے سے یکساں نصابِ تعلیم کے حامی تھے۔ان کا مطمحِ نظر یہ تھا کہ مرد و خواتین کے لیے تعلیم کا نصاب ایک ہونے کا مطلب یہ ہوگا کہ ان دونوں میں ذہنی ہم آہنگی جنم لے گی اور ایک دوسرے کوکم تر نہیں سمجھیں گے۔اسی افتراق کی وجہ سے وہ یورپی نظریہ تعلیم کے بھی خلاف تھے اور اسے بعید از عقل قرار دیتے تھے کہ اس کی وجہ سے مرد و خواتین دونوں کی فکری زندگی میں بعد کے تسلسل کے بڑھنے کے زیادہ روشن امکانات تھے۔اس سلسلے میں عطیہ فیضی کو ۲۶مئی۱۹۰۹ء میں تحریر کردہ خط کا اقتباس ملاحظہ کیجیے:

"نصابِ تعلیم کے متعلق میں سرے سے اس کا مخالف ہوں کہ عورتوں کے لیے الگ نصاب ہو۔یہ ایک اصولی غلطی ہے جس ییں‌یورپ بھی مبتلا ہورہا ہے۔کوشش ہونی چاہیے کہ ان دونوں صنفوں میں جو فاصلہ پیدا ہوگیا ہے وہ کم ہوتا جائے نہ کہ اور بڑھتا جائے اور بات چیت رفتار گفتار، نشست، برخاست، مذاقِ زبان سب الگ ہوجائیں‌یوں ہی تفرقہ رہتا رہا تو دونوں دو مختلف نوع ہوجائیں گے۔""[۳]

تعلیمِ نسواں کے حوالے سے علامہ شبلی نعمانی کا نکتۂ نظر خالصتاً علمی نوعیت کا ہے اور وہ اس حق میں نہیں تھے کہ عورت مرد کے تعیش کی محض آلہ کار بن جائے بلکہ عورت کے ذریعے سے ایک خاندان کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرنے کے حق میں تھے۔اس حوالے سے ڈاکٹرراج بہادر گوڑشبلی کی تعلیمِ نسواں کی حمایت کے خطوط کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ وہ خواتین کی ایسی تعلیم کے حامی تھے جو اسلام کے مطابق ہو کیوں کہ اسلامی تعلیمات انھیں راہِ راست پر رکھنے میں مدد دیتی تھیں۔وہ لکھتے ہیں:

"شبلی عورتوں کی تعلیم کے حامی تھے اور وہ بھی عصری۔یہ نہیں کہ انھیں امورِ خانہ داری ہی میں محصور رکھا جائے لیکن لگتا ہے کہ کوئی انھیں پیچھے سے کھینچتا بھی ہے۔""[۴]

اس حوالے سے شبلی نعمانی کا ایک خط بنام عطیہ فیضی ملاحظہ کیا جاسکتا ہے جو کہ نہایت اہم ہے۔اس خط میں علامہ شبلی نعمانی ندوۃ العلماء کے قیام کا مقصد یہ بیان کرتے ہیں کہ اسلامی اصولوں کے مطابق جدید دنیا کے ساتھ ہم قدم ہوا جائے نہ کہ تعلیم کے ان پرانے طور طریقوںہی پر گامزن رہ کر قوم کو مزیدنقصان سے دوچار کیا جائے جو عصرِحاضر میں بے سود ہوچکے ہوں۔سر سید احمد خان کے سامنے بھی گو یہی مقصد موجود تھالیکن شبلی نے ان سے چند معاملات پر اختلاف کرتے ہوئے علیحدگی کی راہ اپنائی تھی۔عطیہ فیضی کو ندوہ کے مقاصد جو کہ درحقیقت ان کے اپنے تعلیمی کے مقاصد تھے، کے بارے میں رقم طراز ہیں:

"ندوہ کا مقصد اسلام کی حمایت اور علوم دینی کا بقا ہے لیکن نہ اس طرح کہ جو پرانے خیال کے مولوی چاہتے ہیں۔پس گویا ندوہ مذہبی تعلیم کی اصلاحی صورت ہے۔""[۵]

اسی طرح عطیہ فیضی کے نام ایک اورخط کا اقتباس ملاحظہ کیا جا سکتاہے جواسے زندگی کے ہر میدان میں آگے بڑھنے، خواتین کی نمائندگی کرنے، علم کو عام کرنے اور خواتین کی تعلیم کے لیے کچھ کرگزرنے کے ہمت اور تحریک دیتے ہوئے فرانس کی رہنما خواتین کے حوالے دیتے ہیں۔اس سلسلے میں وہ فرانس کی اس خواتین کا ذکر کرتے ہیں جو فرانس ییں‌سب سے پہلی اکادمی کی بنیادرکھنے والی تھیں۔وہ اس خاتون کی خدمات کی جانب اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"عطیہ! تم کو معلوم ہوگا کہ فرانس میں سب سے پہلی اکاڈیمی ایک لیڈی نے قائم کی تھی۔تم کو بھیبیہ موقع ہے خود علمی مذاق ہے اور اہلِ مذاق بمبئی میں جمع ہوسکتی ہیں۔"[۶]

علامہ شبلی نعمانی کے علمی متبصرات سے تعلیمِ نسواں کے مقاصد کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔عطیہ فیضی کے نام تحریر کردہ ان کے ایک اورخط سے ان کے نظریہ تعلیمِ نسواں تک پہنچنے میںآسانی پیدا ہوتی ہے۔اس میں وہ لکھتے اوریہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ مرد اس لیے عموی طور پر ظالم تصور ہوتے ہیں کہ خواتین کو اپنے حقوق سے واقفیت نہیں یا پھر وہ معاشی طور پر بہت کمزور ہیں۔ایک ایسی شریف النفس خاتون جو محض طلاق اور بعد از طلاق معاشی مسائل کی دھمکی کی وجہ سے ایک ساری زندگی ایسے مرد کے ساتھ گزاردیتی ہے جو جوا کھیلتا ہے، مار پیٹ کرتا ہے، نا اپنی عزت کا پاس رکھتا ہے اور نا ہی دوسروں کی عزت کا، نا کھاتا کماتا ہے اور نا ہی اولاد کی تربیت میں کسی بھی قسم کا کردار ادا کرتا ہے، تو اس میں قصور عورت کا بھی ہے۔ان کے نزدیکیہ بھی اچھنبے کی بات ہے کہ خواتین خود پر ایک خول چڑھا لیں اور یہ تصور کر لیں کہ وہ نزاکت کا مجموعہ، روئی کا گولا یا چھوئی موئی ہیں۔خطوطِ شبلی کے مطالعے سے یہ امر بھی سامنے آتا ہے کہ وہ نا صرف عطیہ فیضی کو خود تعلیمِ نسواں اور بنیادی حقوق سے آگاہ کرتے رہتے تھے بلکہ اس ضمن میں دیگر ذرائع جن میں اخبارات و رسائل وغیرہ شامل تھے،پڑھنے کا بھی مشورہ دیتے تھے۔یوں ان کے خطوط عطیہ کی ذہن سازی کارجحان بہت نمایاں تھا۔گویاگویا وہ عطیہ کو محض اپنی ذات تک محدود کرنے کے بجائے کائناتی حوالوں سے خود کفیل کرنا چاہتے تھے۔انیس اگست ۱۹۰۹ء کے خط مطالعے میں وسعت کی غرض سے لکھتے ہیں:

"تم کو خط لکھ چکا تھا کہ ایک پولندہ آیا جس میں سلسلہ تعلیم نسواں کی چھ ریڈریں آئیں۔ابتدائی حیثیت سے مجھ کو بہت پسند ہیں۔ہر پہلو کا لحاظ رکھا ہے۔تم بھی منگو اکر دیکھواور پسند ہوں تو وہاں استعمال کرو۔"[۷]

یہاں یہ بات اہم ہے کہ علامہ شبلی نعمانی نے عملی طور پر تعلیمِ نسواں کے لیے کوشش کی۔تعلیمِ نسواں کے لیے درس میں وہ خود شریک ہوئے۔عطیہ فیضی کے نام خطوط شبلی نعمانی کی علمی تحریروں پر مشتمل ہیں۔فارسی زبان و ادب کے مطالعے پر زور دینے میں ان کے پیشِ نظر یہ حکمت تھی کہ اردو زبان پر وہ مکمل دسترس حاصل کر سکتی ہیں۔یہاں ایک خط کا اقتباس ملاحظہ کیجیے جس میں وہ عطیہ کی نثر میں محاورے کی اصلاح کرتے ہوئے درس دیتے ہیں کہ بہتر محاورہ، زبان دانی کی علامت ہے اور تحریر و تقریر میں حسن پیدا کرتا ہے۔شبلی نعمانی اصلاح کا انداز علمی نوعیت کا ہے، ملاحظہ کیجیے:

"آپ کی عبارت میں بعض محاورت بمبئی کے مخصوص ہیں آئندہ بچے مثلاً یہ لفظ "کتابیں برابر ملک گئیں" (میں) "برابر ملنا" بالکل غلط ہے۔"بہن کا مال انھیں دے دیا" مال کا لفظ ایسی چیزوں کے متعلق نہیں بولتے۔یہ لکھنا چاہیے کہ "ان کی چیزیں ان کو دے دیں۔"[۸]

مکاتیبِ شبلی کامطالعہ کرنے سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ وہ عطیہ کے حوالے سے حسنِ سیرت کے زیادہ قائل تھے۔حسنِ صورت کے اور حسنِ سیرت کے حوالے سے وہ اس بات کے قائل تھے کہ تعلیمی میدان میں تیز تر ترقیکو ممکن بنایا جائے۔اور اسے عملی زندگی میں اپنالیا جائے اور اپنے رویوں میں مثبت تبدیلی بھی لائی جائے۔عطیہ سید کے نام مندرجہ ذیل خط کی عبارت ملاحظہ کرنے سے عطیہ اور شبلی کے تعلقات میں موجود اخلاص اور صدقِ مؤدت کا علم ہوگا۔علامہ شبلی نعمانی حسنِ سیرت میں تعلیم کے کردار کو اہم سمجھتے تھے:

"تم جانتی ہو کہ حسن صورت کی نوبت ہوچکی۔میری قسمت میں دونوں کا اجتماع نہ تھا۔اب کوئی چیز ما یہ تسکین ہوسکتی ہے تو صرف حسنِ سیرت ہے۔اس کے لیے سب سے مقدم تعلیم ہے۔"[۹]

علامہ شبلی نعمانی کے خطوط کا میں اصلاح کا پہلو غالب رہا ہے۔وہ بہر صورت مکتوب الیہ کی اصلاحِ زبان کا خاص خیال رکھتے تھے۔ان کا مطمحِ نظر بے لاگ تبصرہ اور اصلاح تھا۔اصلاح کے سلسلے میں ایک اورخط ملاحظہ کیجیے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عطیہ سید کی تدریس کے حوالے سے فی الواقع سنجیدہ تھے۔اسی لیے ایسی باتیں بھی اصلاح کے ضمن میں تحریر کرجاتے تھے جن کی وجہ سے مکتوب الیہ کی دل شکنی کی گنجائش نکلتی تھی۔بارہ اکتوبر۱۹۰۸ء کا ایک خط ملاحظہ کیجیے جس میں انھوں نے مکتوب الیہ کو یورپ جا کر انگریزی میں ترقی کرنے جبکہ اپنی زبان بھول جانے پر جہاں طنز کیا وہاں مناسب حال اصلاح کی طرف بھی توجہ دلائی:

"معاف کرویورپ جا کر انگریزی میںتم نے ترقی کی لیکن اردو زبان بگاڑ لائیں۔"احسان مانتی ہوں"، "تکلیف لیتے ہیں"، "فائدہ لیتی ہوں"، "بہت تجویزا" یہ سب محاورے نہایت غلط اور عوام دکن کی زبان ہے۔"[۱۰]

۲۹ مئی۱۹۰۹ ء کا ایک خط ملاحظہ کرنے کے لائق ہے جو شبلی کی زبان دانی کا باقاعدہ ثبوت ہے اور وہ بڑے مختصر انداز میں مکتوب الیہ کو باقاعدہ مراحل زبان سیکھنے کے متعلق بتاتے ہیں۔یہ خط شبلی کی لسانی علمیت کا مظہر ہے۔وہ لسانیات کے پر اسرار مراحل سکھاتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ کس طرح تیزی سے اس میدان میںآگے بڑھا

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

جاسکتا ہے۔اس ضمن میں پہلا مرحلہ انھوں نے محاورہ اور روز مرہ سیکھنے کا بیان کیا ہے، پھر اسے اپنی تحریر و تقریر میں رچا بسا لینے کا ہے، پھر شعر کی ماہیت و مزاج اور علم کے متعلق اہم نکات سے پردہ اٹھاتے ہوئے کہتے ہیں:

”سب سے پہلا مرحلہ زبان کا ہے یعنی زبان محاورہ اور روز مرہ سے مزا لینا اور لطف اٹھانا۔اول تو زبان اور محاورہ سے واقف ہونا چاہیے پھر یہ کافی نہیں ہے بلکہ اس سے طبیعت کو لطف اٹھانا شرط ہے۔معنی سمجھ لینا اور چیز ہے اور لطف اٹھانا اور چیز ہے۔گانا سب سنتے ہیں اور معمولی طور سے سمجھ بھی لیتے ہیں لیکن جو شخص گانا سن کر بے تاب ہوجاتا ہے اور تڑپ جاتا ہے اصل میں گانا اسی کے لے ہے۔میں رواں مثنوی اور اشعار پڑھنے کا طرز بتا سکوں گا جو عام صحبتوں کے قابل ہے۔“[۱۱]

علامہ شبلی کے ان خطوط کی بھی بڑی تعداد ہے جن میں وہ زبانِ فارسی کے اسرار و رموز کو سمجھنے کے لیے اہم نکات کا اعادہ کرتے ہیں۔عطیہ فیضی کے نام شبلی کے خطوط کی مزید ایک بڑی تعداد موجود ہے جس میں وہ انھیں بارہا پڑھنے کا مشورہ دیتے ہیں، فارسی اور عربی زبان سے شناسائی کرواتے ہیں،”قانونِ موسیقی“ جیسی کتب ارسال کرتے ہیں اورشعر کہنے کی ترغیب کے ساتھ تحریک بھی دیتے ہیں۔علمی تصرفات اور کے احاطے کے ساتھ ساتھ شبلی نعمانی کے کلام میں گو کہ زندگی چوں نظر آتی ہے اور وہ ایک متنوع مزاج رکھنے والے متضاد صفات اوربو قلمونئ خیالات کا مظہر نظر آتے ہیں لیکنیہ بھی حقیقت ہے کہ ان کی تحریر علمی تنوع کے لحاظ سے با کمال ہے اور وہ خود علمی موضوعات کے حوالے سے انتہائی سنجیدہ خاطر نظر آتے ہیں۔اس لیے اپنے خطوط میں بار بار علمی و عملی موضوعات کو زیرِ بحث لاتے ہیں۔شبلی کے بعض خطوط جو مولانا حبیب الرحمان شیروانی کے نام ہیں ان میں بھی شبلی کے تعلیمِ نسواں کے حوالے سے تفکرات کو واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے:

”بمبئی میں عورتوں کے جلسے دیکھے، ان کی تقریریں سنیں، ان کی قابلیت دیکھی لیکن ”چنداں خوشی نہ ہوئی“کیوں کہ ان کی سرگرمیوں میں مسلمان عورتوں کا کہیں پتہ نا تھا۔“[۱۲]

شبلی کے خطوط میں ندوۃ العلما کے متعلق بھی اہم معلومات ملتی ہیں۔اس سلسلے میں ان کا ایک نہایت اہم خط بنام عطیہ فیضی ملاحظہ کیا جاسکتا ہے جس میں وہ ندوۃ العلوم کے قیام کا مقصد یہ بیان کرتے ہیں کہ اسلامی اصولوں کے مطابق جدید دنیا کے ساتھ ہم قدم ہوا جائے نا کہ تعلیم کے ان پرانے طور طریقوں ہی پر گامزن رہ کر قوم کو مزیدنقصان سے دوچار کیا جائے جو عصر حاضر میں بے فائدہ ہوچکے ہوں۔یہاں یہ بات اہم ہے کہ سر سید اور شبلی نعمانی دونوں میں تعلیم و تربیتِ نسواں کے حوالے سے یکسانیت نظر آتی ہے:

”ندوہ کا مقصد اسلام کی حمایت اور علوم دینی کا بقا ہے لیکن نہ اس طرح کہ جو پرانے خیال کے مولوی چاہتے ہیں۔پس گویا ندوہ مذہبی تعلیم کی اصلاحی صورت ہے۔“[۱۳]

یوں کہا جاسکتا ہے کہ خطوطِ شبلی بنام عطیہ فیضی میں درس و تدریس دیگر تمام مظاہر میں سے اہم ترین مظہر کی صورت میں سامنے آتے ہیں۔علمی حوالے سے ان کے خطوط انتہائی زر خیز اموضوعات کے حامل ہیں۔علامہ شبلی نعمانیکے دیگر خطوط میں جو مختلف علمی و ادبی شخصیات کو لکھے گئے ہیں ،ان میں شبلی کے ہو نہار شاگرد مولانا عبدالسلام ندوی کے نام ہیں۔شبلی نعمانی اور علامہ سید سلیمان ندوی کے درمیان استاد شاگرد کا رشتہ تھا،لہٰذا دونوں ایک دوسرے سے بے حد قریب تھے۔دونوں کے خطوط کے مطالعے سے استاد شاگرد کے درمیان قرابت کے رشتے کاعلم ہوتا ہے۔شبلی نعمانی نے مولانا کے نام آٹھ خطوط لکھے ہیں۔علامہ شبلی نعمانی کے خطوط کے مطالعے سے سلیمان ندوی کے ساتھ ان کے رویے کا بھی علم ہوتا ہے۔علامہ شبلی نعمانی کے خاص شاگردوں میں سے ایک نام سید سلیمان ندوی کا نام بھی ہے۔

علامہ شبلی نعمانی اپنے خطوط میں سلیمان ندوی کو نصیحتیں بھی کرتے ہیں اور حسبِ ضرورت تنبیہ بھی کرتے ہیں۔اسی طرح شبلی کے سلیمان ندوی کو لکھے گئے خطوط میں اُس رسالے کے بارے میں بھی معلومات ملتی ہیں جو مولانا عبدالسلام ندوی کے ساتھ مل کر جاری کرنا چاہتے تھے، لیکن عبدالسلام ندوی ”الہلال“ کی ادارت سنبھالنا چاہتے تھے۔اس حوالے سے وہ خط میں لکھتے ہیں:

” تم الہلال میں جاؤ مضائقہ نہیں لیکنیہ شرط کر لو کہ تم الہلال میں جذب نہ ہو جاؤ یعنی جو لکھو اپنے نام سے لکھو ورنہ تمھاری زندگی پر بالکل پردہ پڑ جائے گا اور آئندہ ترقیوں کے لیے مضر ہوگا۔“[۱۴]

سلیمان ندوی کے ”الہلال“ کی ادارت سنبھالنے کے حوالے سے علامہ شبلی نعمانی کے یہ متبصرات جہاں شبلی نعمانی کی استادانہ ہدایات کاعلم ہوتا ہے وہاں یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ انھیں سلیمان ندوی کا ” الہلال “ میں جانے اور رسالے کو چھوڑ کر جانے کا نہایت قلق تھا۔اپنے نام سے لکھنے کی تلقین کرنے کا مقصد اپنی شناخت برقرار رکھنا ہے ۔علامہ شبلی نعمانی نے اپنے خطوط میں سلیمان ندوی کومختلف علمی تحقیقات و تصانیف کے حوالے سے اہم مشورے بھی دیے ہیں۔اس کی ایک مثال ان کے ایک دوسرے خط میں ملتی ہے۔یہ خط الہ آباد سے 29فروری1914 ء کو لکھا گیا تھا :

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

"مولوی عبدالسلام! تم بھولے کیوں بن جاتے ہو تم خود اگر قرآن مجید پر کوئی کتاب لکھتے تو کن عنوانوں کو لیتے۔انھیں شروع کرو پھر میں بتاتا بھی جاؤں گا۔سردست چند حسب ذیل ہیں:

1۔زبان کی تہذیب، غیر قابل اظہار چیزوں کو دوسری طرح سے ادا کرنا مثلاً لامستم النساء اذا جاء احد منکم من الغائط

2۔احکام تورات کے خلاف احکام

3۔تاریخی ترتیب قرآن۔سورتوں کی تعیین تو آسان ہے۔اتقان میں بھی مذکور ہے لیکن صحاح ستہ سے مستنبط کرنا چاہیے پھر مہما امکن آیتوں کی ترتیب

4۔مدنی و مکی سورتوں کی خصوصیات امتیازی"[۱۵]

علامہ شبلی نعمانی نے اس خط میں مولانا عبدالسلام ندوی کو قرآن کریم پر ایک کتاب لکھنے کا مشورہ دیا ہے اور انہوں نے موضوعات اور عنوانات بھی تجویز کردیے ہیں کہ ان موضوعات پر لکھا جاسکتا ہے اور کس طرح سے لکھا جاسکتا ہے، اس کو اشارتاًبیان کیا ہے۔علما کا یہ شیوہ رہا ہے کہ وہ اپنے خاص شاگردوں سے مختلف موضوعات پر کتابیں لکھواتے تھے۔اسی نقش قدم پر چلتے ہوئے علامہ شبلی نعمانی نے مولانا عبدالسلام ندوی کو مشورہ دیا تھا۔ایک اچھے استاد اور معلم ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے علامہ شبلی نعمانی اپنے شاگردوں کی خطا اور نسیان پر گرفت بھی کرتے اور ان کی اصلاح بھی کرتے تھے۔ایک خط میں علامہ شبلی نے مولانا عبدالسلام ندوی کو لکھا ہے:

" عزیزی عبدالسلام! رسالہ ادیب کی نسبت تم نے جوریمارک لکھا ہے وہ ایڈیٹوریل میں لکھا جس سے قیاس ہوتا ہے کہ میرا لکھا ہوا ہے مجھے اس سے نہایت افسوس ہوا۔میرا وہ طرز عبارت نہیں ہے اور جو مصرع تم نے نقل کیا اس کو میں اپنے حق میں ازالہ حیثیت عرفی سمجھتا ہوں آئندہ احتیاط رکھو کہ ایسے مبتذل اور عامیانہ فقرے درج نہ ہونے پائیں۔"[۱۶]

مذکورہ بالا خط میں علامہ شبلی مولانا عبدالسلام ندوی کو ایک تحریر پر گرفت کرتے ہیں جو انہوں نے 'الندوہ' کے اداریے میں لکھا تھا۔یہ تحریر علامہ شبلی کو پسند نہیں آئی تو انہوں نے اس پر گرفت کی اور اصلاح کی۔اس تحریر سے متعلق مکاتب شبلی حصہ دوم میں مرتب نے حاشیے میں‌یہ وضاحت درج کی ہے :

"مکتوب الیہ اس زمانے میں 'الندوہ' کے ایڈیٹر تھے انہوں نے الہ آباد کے رسالہ 'ادیب' پر الندہ نمبر 3 جلد 7 میں ریویو کرتے ہوئے لکھا تھا کہ "حال میں الہ آباد سے ادیب ظاہری شکل و صورت میں اس آب ورنگ سے نکلا کہ تمام لوگ پکار اٹھے اور اس طرح کا جمال ہو ایسا شباب ہوایسا۔"[۱۷]

یہ خطوط شبلی نعمانی کے مزاج اور ان کی ادیبانہ شان کے مظہر ہیں۔وہ ایک بلند وقار اور عالی ظرف ادیب تھے اور ان کے ہاں بازاری اور عامیانہ الفاظ کو استعمال کرنے سے حتیٰ الوسع گریز کیا جاتا رہا ہے۔انھوں نے رسالے کے اداریے میں لکھے گئے ریمارک کو اپنے لیے جہاں توہین سمجھا وہاں انھوں نے یہ بھی وضاحت کر دی کہ یہ ان کا اسلوبِ بیان نہیں ہے اور ان کے لیے تو وہ جملے ازالہ حیثیت عرفیعنی (Defamation) کی حیثیت رکھتے ہیں۔مرتبِ مکاتیب شبلی علامہ سید سلیمان ندوی نے یہ وضاحت کی ہے کیوں علامہ شبلی نے اپنے خط میں مولانا عبدالسلام ندوی کو تنبیہ کی تھی۔

مولانا عبدالسلام ندوی نے رسالہ ادیب کی جو تعریف کی تھی وہ علامہ شبلی کو پسند نہیں آئی تھی۔

حوالہ جات

۱۔ ظفرالدین، شبلی کی شخصیت: خطوط کے آئینے میں، مضمون، مشمولہ: سہ ماہی اردو ادب، شمارہ ۳، ۲، ۱، انجمن ترقی اردو، نئی دہلی، ۱۹۹۲ء، ص ۲۳

۲۔ شبلی نعمانی، علامہ، مکاتیبِ شبلی، جلد اول، طبع دوم، النور پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۶ء، ص ۴۰۱

۳۔ ایضاً، ص ۴۰۴

۴۔ ایضاً، ص ۴۲۱

۵۔ ایضاً، ص ۴۱۴

۶۔ ایضاً، ص ۴۲۰

۷۔ ایضاً، ص ۳۷۱

۸۔ ایضاً،ص ۲۷۶

۹۔ ایضاً،ص ۵۵۳

۱۰۔ ایضاً،ص ۳۴۴

۱۱۔ ایضاً،ص ۲۳۴

۱۲۔ ایضاً،ص ۲۷۷

۱۳۔ ایضاً،ص ۲۵۶

۱۴۔ شبلی نعمانی، علامہ، مکاتیب شبلی نعمانی، جلد دوم، طبع سوم، نیو کتاب گھر، دہلی، ۱۹۱۰ء، ص ۱۴۹

۱۵۔ ایضاً،ص ۱۵۱

۱۶۔ ایضاً،ص ۱۴۹

۱۷۔ ایضاً،ص ۱۵۱

1. Zafar_ud _din, Shibli ki shakhseeat: khatoot k ayeiany main, majmoon, mashmoola: saamahi urdu adab shamra 1,2,3, injaman tarqai urdu, neai Dahali 1992,P 23
2. Shibli Nomani, Alama, Makateeb e Shibli, jild awal, taba davam, Al Noor Publishers, Lahore:2016, P 401.
3. Ibid, P 404
4. Abid, P 421
5. Abid,P 414
6. Abid,P 420
7. Abid,P 371
8. Abid,P 276
9. Abid, P 553
10. Abid, P 344
11. Abid,P 233
12. Abid, P 277
13. Abid,P 256
14. Shibli Nomani, Alamm, Makateeb Shibli Nomani, jaild daoum, tabaa sewaam, New Kataab Ghar, Dehali,, 1910,P149
15. Abid, P151
16. Abid, P 149